Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.106, 2017 pp 75 - 84

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۸، جنوری۔ مارچ ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۶

# خواجہ غلام فرید کے کلام پر فارسی زبان کا اثر ونفوذ

ڈاکٹر شازیہ شعیب☆

**Abstract:**

Persian, a renowned and illustrious language of Muslim world, flourished in Pak-India continent in the reign of Sultan Mehmood Ghaznavi. Very soon, it became the official, cultural and literary language of the country. Sufis and Saints adopted this language as a source of communication for promotion and spread of Islam in this reigion. Consequently, local languages got the impact of this distinguished language in this area. One of these well-known languages is Saraiki/Punjabi. The Impact of Persian can be captured easily on the poetry of the last classical and sufi poet of Punjabi, Khawaja Ghulam Fareed. The article reviews the influence and effects of Persian on his Saraiki Poetry.

**Key Words**: Khawaja Ghulam Farid, Sub continent, Persian, Saraiki, influence, Poetry.

فارسی عالم اسلام کی ایک اہم اور بڑی زبان ہے۔ سرزمین پاک وہند میں فارسی زبان وادب کی روش نے باقاعدہ طور پر عہد محمودی میں رواج پایا پھر جب پنجاب سلطنت غزنی کا جزو بنا تو یہاں فارسی تعلیم وتعلم کی روایت قائم ہوئی تو یہ ملک کی سرکاری، ثقافتی وادبی زبان بن کر اُبھری۔ ایران سے شعراء وادبا کی آمد کے سلسلے نے اس خطے میں فارسی زبان وادب کو مزید تقویت بخشی۔

برصغیر پاک وہند میں تبلیغ اسلام کے لیے جب صوفیا نے فارسی کو وسیلہ بنایا تو یہاں کی مقامی زبانیں فارسی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں یوں ہر زبان کے ادب میں فارسی کے الفاظ شامل ہوتے چلے گئے۔ بالخصوص تصوف وعرفان پر مبنی شاعری ہو یا پھر ملفوظات کی ترتیب کا سلسلہ سب فارسی زبان وادب کے زیر اثر دکھائی دیتے ہیں۔

---

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ فارسی، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ اسلامیہ کالج، کوپر روڈ لاہور۔

جن مقامی زبانوں پر فارسی زبان و ادب نے اپنے اثرات مرتب کیے انھی میں سے ایک اہم زبان سرائیکی/ پنجابی ہے۔ اس زبان کے ذخیرہ الفاظ میں فارسی نے خاطر خواہ اضافہ کیا اور سرائیکی میں ان الفاظ کے متواتر اور مسلسل استعمال نے ان کو اس کا مستقل جزو بنا دیا۔ پنجابی زبان کی شاعری کے باوا آدم ''بابا فریدالدین گنج شکر'' سے لے کر آخری کلاسیکی شاعر ''خواجہ غلام فرید'' تک کے تمام شعرا کے کلام پر فارسی زبان کے اثرات بخوبی دکھائی دیتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہری تونسوی اپنی کتاب ''خواجہ غلام فرید شخصیت وفن'' میں لکھتے ہیں:

''خواجہ غلام فرید اپنے دور کی تمام مروجہ زبانوں کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے بروئے کار لائے۔ ہمیں ان کے کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ نے سرائیکی، ہندی، اردو، فارسی، سندھی، عربی اور پوربی زبانوں میں اشعار کہے۔ اس رو سے اگر انہیں ہفت زبان شاعر کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ خواجہ فرید نے اپنی کافیوں میں کثیر اللسانی تجربات بھی کیے ہیں۔ انھوں نے سرائیکی، سندھی، ہندی، فارسی اور عربی الفاظ کے علاوہ ان کافیوں میں ان زبانوں کے مکمل مصرعے بھی استعمال کیے ہیں۔ بلاشبہ ہر زبان میں ان کی قادرالکلامی قابل رشک ہے''۔ (تونسوی، طاہر، ص ۷۶)

درحقیقت خواجہ فرید نے اپنی کافیوں میں جا بجا نہ صرف فارسی کلمات کا استعمال کیا ہے بلکہ دستور زبان فارسی کے اثرات بھی ان کے کلام میں بخوبی مشاہدہ کیے جاسکتے ہیں۔

بعض مقامات پر تو سو فیصد فارسی الفاظ کا استعمال دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل شعر کے مکمل فارسی مصرعے ملاحظہ فرمایئے۔

آرد فرید این التجا
رحمی بہ حال بی نوا
دارد گدا امیدھا
صد گونہ ز الطاف شہاں

(غلام فرید، کافی نمبر ۹۶، ص ۳۹۱)

خواجہ فرید نے اپنے دیوان میں بعض جگہوں پر فارسی الفاظ واصطلاحات سے استفادہ کیا اور بعض کافیوں میں ایک مصرعہ سرائیکی دوسرا عربی اور تیسرا مصرعہ فارسی زبان کا لائے ہیں۔

''ھذا جنون العاشقین'' کے عنوان سے یہ پوری کافی پنجابی/سرائیکی فارسی اور عربی زبان کی آمیزش کا ایک خوبصورت شاہکار ہے جو شاعر کی اپنی مادری زبان کے علاوہ عربی اور فارسی میں ان کی مہارت کاملہ کا عمدہ ثبوت ہے۔

بن یار سانول بیو نہیں
ھذا جنون العاشقین
''بی او نہ آنست و نہ این''
ھذا جنون العاشقین
تھل برتی رلدی ہے کیوں
سدھ واٹ توں بھلدی ہے کیوں
''یار است ہمدم ہمنشین''
ھذا جنون العاشقین
کیا نار کیا گلزار وے
کیا یار کیا اغیار وے
''او را بداں او را بہ بیں''
ھذا جنون العاشقین
مذھب وجودی فرض ہے
بیو کل اجایا غرض ہے
''دیدیم با چشم یقین''
ھذا جنون العاشقین
ڈینہہ ہجر دے مکلا گیے
ویلھے وصال دے آگیے
''جانم بہ جانان شد قرین''
ھذا جنون العاشقین

واہ عشق ڈاتڑی ذات ہے
تھئی رات سبھ پربھات ہے
شد فرش دل عرش بریں
ھذا جنون العاشقین

(غلام فرید، کافی نمبر۹۴، ص۳۸۵۔۳۸۶)

مشہور مصنف وادیب ''صوفی تبسم'' خواجہ فرید کے کلام میں فارسی اثر ونفوذ کے بارے فرماتے ہیں:

''اس کلاسیکل صوفی شاعر کی شاعری کو فارسی اور پنجابی کا حسین ترین امتزاج کہا جاتا ہے''۔(تبسم، صوفی، ص۱۱)

''دلی دارم بسی آوارہ'' کافی کے عنوان سے یوں ظاہر ہوتا ہے جیسے یہ کافی مکمل فارسی زبان میں ہے لیکن سوز وگداز کی حامل اور فراقیہ رنگ میں رنگی ہوئی فارسی آہنگ میں کہی گئی یہ خوبصورت کافی فارسی اور سرائیکی زبان کا عمدہ شاہکار ہے۔

''دلی دارم بسی آوارہ ، طبعی وحشت آرایے''
برہوں بارے بروچل دے بیاباں دشت رلوایے
کیہاں غم دیاں کیہاں باتیں ڈکھی ہم دل ڈینہاں راتیں
''خدا را حال زارم بین کہ بی دستیم و بی پایے''
''بہ ما طالع شدہ پرکین نزارم بی دل وغمگین''
نہ پیندا یار ہے جھاتی اجن ڈکھڑے نہ پاندایے
سجن وس رس ڈکھایم چس سور تجیں پیکڑیں بس بس
''دل دیوانہ باہر کس ندارد ہیچ پروائے
زعشق عارض رنگین چو لالہ داغ ھا دیریں''

کیتیاں ہن دل اندر جاہیں کڈیں رب یار ملوائے
"بہ غیر از من کرا شاید فرید این مرمرا باید"
ڈکھے پینڈے تے ڈکھ بیحد ممیں راخس تے رچھ سائیں

(غلام فرید، کافی نمبر۲۰۸،صص ۷۶۹۔۷۶۱)

خواجہ فرید راہ تصوف و عرفان میں پیرو مرشد کی ضرورت واہمیت کے قائل ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار میں حافظ شیرازی کی طرح پیرو مرشد کے لیے "پیر مغاں" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ یہاں پر اس کی نصیحت دہرا رہے ہیں کہ قلندری اور شیخیت کے لباس کو ترک کر کے اپنی ردائے جاں کو شراب محبت سے دھو ڈال۔

بھن خرقہ بھٹ گھت سجادہ
"جامۂ جاں شو پاک بہ بادہ"
کردم پیر مغاں تاکید

(غلام فرید، کافی نمبر۳۱،ص۲۳)

خواجہ غلام فرید نے اپنے کلام میں نہ صرف فارسی اثر کو قبول کیا بلکہ بعض مقامات پر ملتانی شاعری میں فارسی شاعری کے معنوی رنگ کو بھی برقرار رکھا اس سے بھی بڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کے کلام میں فارسی مصرعے انگوٹھی میں نگینوں کی مانند جڑے ہوئے ہیں۔ "دل مست محو خیال" وحدت الوجود اور تصوف و عرفان کی حامل اس کافی کے تقریباً تمام بند عربی، فارسی اور سرائیکی زبانوں کا نہایت خوبصورت اور نادر امتزاج ہیں۔ تین زبانوں کے کلمات کا حسین ملاپ یہ کافی فکری و فنی اعتبار سے بھی خاص اہمیت کی حامل ہے۔

دل مست محو خیال ہے
سرمو تفاوت نہ سہوں
اے خیال عین وصال ہے
تے کمال ہے نہ کہ ہے جنوں
اصل الاصول شہد تہ

''ہمہ سو بسو ہمہ کو بکو
چہ شہود عین بعینہٖ''
نہیں فرصت اتنی کہ دم بھروں
جو مکاں تھا بن گیا لا مکاں
جو نشاں تھا ہو گیا بے نشاں
''شدہ اسم و رسم زمن دواں''
اللہ اپنے آپ کو کیا کہوں
نہ عیاں ہے نہ نہاں ہے
نہ بیاں ہے نہ دھیان ہے
''شد عکس در عکس این بنا''
کہ فنا بقا ہے بقا فنا
''باقی نماند بجز انا''
کتھ اوتے توں کتھ ہاں تے ہوں

(غلام فرید، کافی نمبر ۱۰۳، صص ۴۰۸، ۴۰۷)

دیوان فرید کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ اُن کی شاید ہی کوئی کافی ایسی ہو جس میں فارسی کلمات کا پیوند نہ لگایا گیا ہو۔ ان کا یہ عمل فارسی زبان وادب سے ان کی وابستگی ومحبت کا بیّن ثبوت ہے۔

کھولی عشق قلب کلید وے
تھیے گجھڑے راز پدید وے
غیروں ہے قطع بُرید وے
بٹ کھٹ گئی تقلید وے
ہر لحظہ شوق شدید وے
ہر آن ذوق جدید وے

تھی محو گفت و شنید وے
گئے وسر وعد وعید وے
ایہو ادنیٰ عبد فرید وے
ازلوں ہے دید خرید وے

(غلام فرید، کافی نمبر ۱۷۱، صص ۵۶۷، ۵۷۳)

مسعود حسن شہاب لکھتے ہیں:

''خواجہ کئی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے وہ عربی، فارسی، اردو، ہندی، سندھی اور پوربی زبانوں میں اہل زبان کی مانند گفتگو کرنے اور انھیں لکھنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ ان کا کلام اُن کے ہفت زبان ہونے کی واضح دلیل ہے۔ انھوں نے اپنے اشعار میں نہ صرف عربی و فارسی کلمات سے بھرپور استفادہ کیا ہے بلکہ ان زبانوں میں شاعری بھی کی ہے''۔ (شہاب، مسعود حسن، ص ۲۳۹)

سبھ سوز فرید نوں ساز ڈسے
''ہمہ اوست'' سجھایی ریت بھلی

(غلام فرید، کافی نمبر ۲۱۲، ص ۶۸۱)

توجہ فرمایئے کہ مندرجہ ذیل مصرعوں میں شاعر نے کتنی خوبصورتی اور مہارت سے فارسی الفاظ وکلمات کو سمویا ہے:

تھیی دل فرید آگاہ ہے
ہر جا جلوس شاہ ہے

(غلام فرید، کافی نمبر ۲۱۱، ص ۷۷)

درج ذیل نعتیہ اشعار میں فارسی کلمات کا عمدہ استعمال ملاحظہ فرمایئے:

میڈا اول آخر اندر باہر
ظاہر تے پنہان وی توں
میڈا فردا تے دیروز وی تو
الیوم وی توں آلان وی تو

میڈی وحشت جوش جنون دی تو
میڈا گریہ آہ و فغان دی تو

(غلام فرید، کافی نمبر ۱۳۲، ص ۴۸۰)

بلاشبہ پنجابی/سرائیکی زبان اور خواجہ غلام فرید کے کلام پر دستور زبان فارسی کے نمایاں اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً فارسی زبان کی طرح پنجابی/سرائیکی میں بھی ''م'' اسی ضمیر کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

پنل آدم آ، گل لاوم
پودم قبول دعائیں

(غلام فرید، کافی نمبر ۱۱۴، ص ۴۳۴)

یا پھر

نندر سبھ ڈکھ لایم
سڑیں ساٹھ لڈایم
عشقوں سود نہ پایم
سارا بھرم ونجایم

(غلام فرید، کافی نمبر ۱۴۳، ص ۵۰۵)

جلدی آنویں نہ چہ لاویں
ساہ تے نہم وسا

(غلام فرید، کافی نمبر ۱۹، ص ۱۹۵)

مولانا ''نور احمد فریدی'' اپنی کتاب حضرت خواجہ حالات زندگی کشف و کرامات میں خواجہ غلام فرید کی مختلف زبانوں میں مہارت بارے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''خواجہ غلام فرید عربی اور فارسی کے ایک معروف عالم اور عالی مرتبت شاعر ہیں۔ انھوں نے فارسی کو اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا۔ ان کی تالیفات نے مثنوی معنوی کی طرح برصغیر کے علاوہ ترکی اور ایران میں بھی شہرت دوام حاصل کی۔ (فریدی، نور احمد، ص ۸۷)

سرائیکی میں جمع بنانے کے لیے فارسی زبان و دستور کے مطابق ''اں'' لگا کر جمع بنائی گئی ہے۔اس لحاظ سے بھی یہ زبان فارسی کے قریب تر اور اس کے اثرات کے زیر اثر دکھائی دیتی ہے۔

کتھ احمد شاہ رسولاں دا

محبوب سبھے مقبولاں دا

استاد نفوس عقولاں دا

سلطاناں سر سلطان آیا

لور سراں وچ ڈور کناں وچ

روندیں اکھیاں کور

(غلام فرید، کافی نمبر ۱۵، ص ۲۸۱)

اس قسم کی مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ خواجہ غلام فرید فارسی زبان و بیان پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔حقیقت تو یہ ہے کہ انھوں نے سرائیکی اور اردو کے بعد سخن سرائی کے لیے فارسی زبان کا انتخاب کیا۔لیکن بدقسمتی کہ ان کا فارسی کلام دستبرد زمانہ سے محفوظ نہ رہا البتہ ان کا پنجابی/سرائیکی کلام اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ فارسی زبان و قواعد میں مہارت ان کا خاص امتیاز تھا۔

☆☆☆☆

# کتابیات


۱۔ تونسوی، طاہر، ۲۰۰۷ء، خواجہ غلام فرید: شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، اسلام آباد۔

۲۔ شہاب، مسعود حسن، ۱۹۶۳ء، خواجہ غلام فرید حیات وشاعری، اردو اکادمی بہاولپور، اشاعتِ اول۔

۳۔ صوفی تبسم، س۔ن، پنجاب کی شاعری پر فارسی روایات کا اثر، محکمہ تعلقات عامہ، لاہور

۴۔ غلام فرید، خواجہ، ۲۰۰۶ء، دیوان خواجہ فرید، بکوشش خواجہ طاہر محمود کوریجہ، الفیصل ناشران، لاہور۔

۵۔ فریدی، نور احمد، ۲۰۰۲ء، حضرت خواجہ غلام فرید حالات زندگی کشف وکرامات، جھوک پبلشرز، ملتان۔


❁......❁......❁